Notes

۳۱۵۷
۳۰/۶/۱۴۲۳

SPARE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ برکاتہ!

جناب مفتی محمد تقی عثمانی مد ظلہ العالی اور تمام اراکین دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ آپ تمام حضرات خیریت سے ہونگے۔ سائل ہر وقت آپکے لئے دعا گو رہتا ہے۔

عرض یہ ہے کہ ہم اپنے تمام اکابر کی کتابوں اور فتواجات میں داڑھی کے متعلق یہ دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ داڑھی میں ایک قبضہ (مشت) کی مقدار واجب ہے جیسے فتوی دار العلوم دیوبند، فتوی رحیمیہ، فتوی رشیدیہ، امداد العلوم، بہشتی زیور، امداد الفتاوی وغیرہ اور بعض علماء مثلاً مفتی شفیع صاحب رح اور مولانا ذکریا رح قاری طیب رح حسین احمد مدنی رح وغیرہ نے تو اس پر باقاعدہ رسالے لکھے ہیں اور قبضہ سے مقدار کو واجب کہا ہے۔

لیکن سائل کے ذہن میں ایک الجھن پیدا ہوگئی ہے وہ یہ کہ جب ہدایۃ کی کتاب الصوم کی مکروھات کے بحث میں یہ عبارت دیکھی "ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کان بقدر المسنون وھو القبضۃ" اس کے علاوہ فتح القدیر

Notes

صفحہ (۲)

میں جگہ قبضہ کو مسنون کہا ہے۔

سائل نے جب تشریح کی تو علامہ شامی کے بحر الرائق کے

تبیین الحقائق کے اور حکام فی شرح غرر الاحکام کے مختصر یہ کہ علاوہ

شامی سے لیکر کتاب الآثار تک کسی نے بھی قبضہ کو واجب

نہیں کہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے بعض دیوبند کے

علماء مثلاً رشید احمد گنگوہی نے بھی کوکب الدری میں

اس حدیث کے تحت عشر من الفطرۃ مسنون کہا ہے۔

اور مفتی کفایت اللہ صاحب نے بھی اپنی تفصیلی فتویٰ

میں قبضہ کی مقدار کو مسنون کہا ہے۔ (دار الاشاعت فتویٰ ص 214)

اس کے علاوہ مولانا منظور احمد نعمانی صاحب نے بھی معارف الحدیث
میں اسکو مسنون کہا ہے۔

سائل خود بھی درجہ سادسہ کا طالب علم ہے اور یہ مسئلہ اس وقت

پیش آیا جب سائل اپنے استاذ محترم سے ہدایہ پڑھ

رہے تھے۔

لیکن سائل نے جب بھی کسی استاد یا مفتی سے

پوچھا تو یہ مختصر جواب دیا کہ انہ ثبت بالسنۃ

لیکن سائل کو کسی بھی جواب سے مطمئن نہیں رہا۔

Notes

صفحہ ۳

مسائل کو مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے بے پناہ محبت ہے

اور اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کی تصانیف اور فتوی
اور دارالعلوم کراچی کے فتوی پر بھی
پر بھی پورا اطمینان پیدا کیا ہے۔ لہٰذا آپ سے

گزارش ہے!

(۱) کہ اگر آپ بھی اس فقہاء کرام کا یہ جواب دیں کہ اس

کو سنت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے ورنہ
یہ تو واجب ہے۔
عرض یہ ہے کہ یہ بات تو اس وقت جائز تھی کہ جب امام ابو حنیفہ

صاحب سے ایک ایک مسئلہ میں دو یا زیادہ روایتیں منقول

ہو جیسے تبیین الحقائق میں امام صاحب سے وتر نماز کے

متعلق تین اقوال نقل کئے گئے ایک ایک فرض، واجب

اور تیسرا سنت اور پھر تطبیق پیدا کرنے کے لئے
کہا گیا ہے کہ نہ ثبت بالسنۃ۔

(۲) اور اگر فقہاء کرام کی عبارات کی جا بہ تاویل لانہ مثبت بالسنۃ
ٹھیک ہے تو حلاصہ شامی سے لیکر امام محمدؒ تک کی کتابوں

میں کیوں چند مثالیں پیش کرے جہاں واجب

کو سنت اس لئے کہا گیا ہو کیونکہ یہ سنت غیر مؤکدہ سے ثابت ہے۔
فائدہ :- سنت مؤکدہ اور واجب کا ایک دوسرے پر اطلاق تو کتابوں میں
سے موجود ہے لیکن غیر مؤکدہ میں یہ تاویل جیسے مقدمہ میں کیا جائے
کیوں سنت سے داڑھی میں مراد غیر مؤکدہ ہے کبھی موجود ہو تو حوالہ اس کا چاہیے

otes

صفحہ (۴)

(3) مسائل کے مطالعہ کے مطابق یہ تاویل شیخ عبدالحق محدث دہلوی
سے پہلے کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ اگر کسی نے کی ہو تو حوالہ دیجئے۔

(4) ایسی کوئی مثال متقدمین کی کتابوں کا دیجئے جہاں
پہ صراحۃً قبضہ کی مقدار کو واجب کہا گیا ہے۔

(5) کیا مفتی کفایت اللہ صاحب، منظور احمد مفتی اور رشید احمد گنگوہی کے
فتوی بہا ہے۔ جمہور علماء کے خلاف ہے ہمیں اس پر
عمل نہیں کرنا چاہئے۔

(6) یہ کیا وجہ ہے کہ تمام فقہاء نے اس کو یعنی قبضہ
مقدار کو سنت کہا ہے۔

(7) علامہ عینی نے تو بنایہ شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ میرے
نزدیک عرف میں جسکو داڑھی کہا جائے اتنی مقدار واجب ہے
(مکروہات صوم البنایہ)

اور اگر آپ حضرات علامہ عینی کی اس عبارت کا
مطلب یہ لے کہ عرف سے مراد اس وقت کے
صلحاء اور علماء کا عرف تھا جیسے کہ آپ نے مسائل
اور ان کو حل میں یہ تاویل کی گئی ہے تو عرض

Notes

یہ ہے کہ عرف تو ہر زمانے کا علیحدہ ہوتا ہے۔ ہمارے زمانے
میں قبضہ سے کم مقدار کو بھی عرف میں داڑھی کہا جاتا ہے
(۵) حدیث شریف میں آیا ہے عشرۃ من الفطرۃ اور اس
دس چیزوں میں اعفاء اللحیٰ بھی شامل ہے۔ باقی ۹
چیزوں کو ہم سنت کہتے ہیں لہٰذا اس کو کیسے واجب کہا جائے؟

اور آخر میں گزارش ہے کہ بندہ کا یہ دارالعلوم کراچی
کی طرف پہلا استفتاء ہے لہٰذا مسائل ایک اصول اور
قواعد سے واقف نہیں لہٰذا اگر آپ کوئی اصول
بھی لکھیں تو مرحبا
مذکورہ (۵) (۸) حصوں کا تفصیلی جواب
نمبر نمبر سے دیجئے۔ اور اگر اس کے بعد
آپ داڑھی کی وجوب کے بارے میں کوئی تحقیقی
جواب دینا چاہے تو آپکی مہربانی ہوگی۔
واجرکم علی اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب حامداً و مصلیاً ومسلماً

ڈاڑھی بڑھانے کی شریعت مطہرہ نے پرزور تاکید فرمائی ہے، اور شریعتِ میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم وجوبی اور عین فطرت کے مطابق ہے، اس پر احادیثِ مبارکہ اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے اقوال بکثرت دلالت کرتے ہیں ،اس لئے امت کے کسی مجتہد یا فقیہ نے ڈاڑھی منڈوانے کو جائز نہیں قرار دیا، اسی طرح مقدارِ قبضہ سے کم کرنا بھی احادیث مبارکہ اوار فقہاء کرام رحمہم اللہ کے کلام کی روشنی میں ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے، آپ کے سوالات کے جوابات سے پہلے ڈاڑھی سے متعلق تین امور پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول: ڈاڑھی بڑھانے کے وجوب کے دلائل۔

دوم: مقدار قبضہ کی تحقیق۔

سوم: ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق ائمہ اربعہ ر حمہم اللہ کا مذہب۔

اول: ڈاڑھی کے وجوب کے دلائل

ا۔الامر للوجوب: جتنی احادیثِ مبارکہ ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق وراد ہوئی ہیں، ان میں صیغۂ امر استعمال کیا گیا ہے، جیسے " وفّروا اللحى،أوفروا اللحى، أعفوا اللحى، اور أرخوا اللحى "وغیرہ۔اور علمائے اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جب صیغۂ امر بغیر کسی قرینہ کے مطلق آئے، توجمہور علمائے کرام رحمہم اللہ کے نزدیک وجوب کا تقاضا کرتاہے، چنانچہ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ الأحكام لابن العربي (3/ 397): میں فرماتے ہیں

قالوا انما يكون مطلق الامر يقتضي الوجوب اذا تعري عن قرينه یعنی مشائخ نے فرمایاکہ مطلق امر جب قرینہ سے خالی ہو تو وجوب کا تقاضا کرتاہے۔

اسی طرح علامہ بحر العلوم عبد العلی رحمہ اللہ مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت (۱/ ۳۷۳) میں فرماتے ہیں۔

"(مسئلة :صيغة افعل عند الجمهور حقيقة في الوجوب) لا غير"

نیز بعض روایات میں صراحۃً لفظ امر بھی وارد ہوا ہے، چنانچہ مسلم شریف (۱/۲۲۲) کی روایت ہے:

"عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه: «أمر بإحفاء الشوارب، وإعفاء اللحية»"

اور روایت میں لفظ'' امر'' وارد ہونے کے متعلق علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ البحر المحیط فی اصول الفقہ (۲/ ۱۰۹) میں فرماتے ہیں۔

''إذا قال الراوي أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا قال القاضي أبو الطيب الطبري وجب حمله على الوجوب''

یعنی جب راوی اس طرح روایت کرے کہ ''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا حکم دیا'' تو علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو وجوب پر محمول کیا جائے گا۔

اسی طرح دوسری جگہ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ جب صحابی یوں کہے ''کہ ہمیں حکم دیا گیا یا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا'' تو اس حکم کو قبول کرنا واجب ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

''لو قال الصحابي أمرنا أو أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أو نهانا فعندنا يجب قبوله''

البحر المحيط فى أصول الفقه (۱/ ۳۲)

نیز علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے ارشاد الفحول (۱\۲۶۳) میں لکھا ہے، کہ شریعت میں اگر کسی شئ کا حکم دیا جائے، تو حنفیہ اور شافعیہ کے جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی ضد کا حکم منہی عنہ (جس سے منع کیا گیا ہو) کا ہو گا۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

''ذهب الجمهور من أهل الأصول، من الحنفية والشافعية والمحدثين إلى أن الشيء المعين إذا أمر به، كان ذلك الأمر به نهيًا عن الشيء المعين المضاد له''

اس لئے جن روایات میں ڈاڑھی بڑھانے کا حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے، ان کو وجوب پر محمول کیا جائے گا، اور اس کی ضد (ڈاڑھی مونڈنے) سے منع کیا جائے گا۔

۲۔ تشبہ بالکفار: اسلام نے تشبّہ بالکفار کو ممنوع قرار دیا ہے، خواہ یہ تشبہ عبادات و معاملات میں ہو یا معاشرت اور تہذیب و ثقافت میں۔ لہذا ایسا کام کرنا شرعا جائز نہیں، جس میں تشبہ بالکفار لازم آتا ہو، اور شریعت کے اس اصول پر قرآن وحدیث میں کافی دلائل موجود ہیں، چنانچہ قرآن مقدس میں ارشاد ہے، {وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ} [الحديد: ۱۶]

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تفسیر ابن کثیر (۸/ ۲۰) میں فرماتے ہیں۔

''ولهذا نهى الله المؤمنين أن يتشبهوا بهم في شيء من الأمور الأصلية والفرعية.''

اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عبادات اور معاشرت وغیرہ میں یہود و نصاری کی مخالفت کا حکم دیا، چنانچہ عاشوراء کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کے روزہ کا حکم دیناوغیرہ تشبہ بالکفار سے بچنے کے لئے دیا گیا۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا" «خالفوا المشركين أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى» یعنی مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ صحیح مسلم (۱/ ۲۲۲):

لہذا حضور اکرم ﷺ کے اس اہم حکم کا تقاضا ہے کہ کفار کی مخالفت کرتے ہوئے ڈاڑھی کو بڑھانا واجب ہے۔

۳۔ تشبہ بالنساء: شریعت مطہرہ نے مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ جامع الاحادیث (۱۸/۳۱۷) میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک نقل فرماتے ہیں،

"ليس منا من تشبه بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء من الرجال"

یعنی ہم میں سے نہیں وہ عورت جس نے مردوں کی مشابہت اختیار کی اور وہ مرد جس نے عورتوں کی مشابہت اختیار کی۔

اسی طرح ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں۔

"عن ابن عباس قال لعن النبي {صلى الله عليه وسلم} المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم: 2/ 82)

اس حدیث کے تحت مشہور شافعی عالم عبد الرحمن ابن الجوزی فرماتے ہیں، کہ آدمی عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہوتا ہے، عبارت ملاحظہ ہو۔

اعلم أن الله عز وجل كرم الرجل بكونه ذكرا فإذا تشبه بالنساء حط نفسه عن مرتبته ورضي بخسة الحال فاستوجب اللعن [كشف المشكل من حديث الصحيحين (ص: 570)]

اور اصولیین کا قاعدہ ہے، کہ جس گناہ کے مرتکب پر شریعت میں لعنت وارد ہوئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہوتا ہے، اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تشبہ بالنساء کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ الزواجر عن اقتراف الکبائر (۱/ ۴۰۴) میں فرماتے ہیں۔

"الكبيرة السابعة بعد المائة: تشبه الرجال بالنساء فيما يختص به عرفا غالبا من لباس أو كلام أو حركة أو نحوها وعكسه"

جب تشبہ بالنساء کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے، اور داڑھی مونڈنے کی صورت میں عورتوں کے ساتھ مشابہت کا ہونا یقینی ہے، اور گناہ کبیرہ سنت کے ترک سے لازم نہیں آتا، بلکہ آدمی واجب یا فرض کے ترک سے کبیرہ گناہ کا مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا داڑھی رکھنا واجب ہے، نہ کہ صرف سنت۔

۴۔ تغییر بخلق اللہ: شریعت میں تغییر بخلق اللہ کی شدید مذمت کی گئی ہے، قرآن مقدس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تغییر بخلق اللہ کو شیطان کا فعل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{لَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ} [النساء: 119]

اور احادیث مبارکہ میں ایسا کرنے والے مرد اور عورت کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف (ص: ۳۵۵): کی ایک حدیث میں وارد ہے۔

عن ابن مسعود – رضي الله عنه – قال لعن الله الواشمات والمستوشمات (والمتوشمات) والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، ما لي لا ألعن من لعنه رسول الله

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے جسم گودنے والی، جسم کو گدوانے والی، چہرے کے بال اکھاڑنے والی، اور چہرے کے بال اکھڑوانے والی اور دانتوں کو باریک کر کے ان کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والی عورتیں جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، پر لعنت فرمائی ہے، (اور) مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔؟

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، کہ تغییر بخلق اللہ حرام ہے، عبارت ملاحظہ ہو۔

(المغيرات خلق الله) صفة لازمة لمن تصنع الثلاثة وفيه ان ذلك حرام بل عده بعضهم من الكبائر للوعيد عليه باللعن (التيسير بشرح الجامع الصغير ۔ للمناوی (2/ 570)

علامہ مناوی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث میں عورتوں کو لعنت کا مستحق قرار دینے کی وجہ تغییر بخلق اللہ ہے، اور اسی وجہ سے ان افعال کو حرام قرار دیا ہے، اور یہ بات مسلم ہے کہ ڈاڑھی مونڈنے میں تغییر بخلق اللہ لازم آتی ہے، کیونکہ احادیث مبارکہ میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت سے شمار کیا گیا ہے،

اور فطرت کو تبدیل کرنا اللہ تعالٰی کی تخلیق کو بدلنا ہے، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرّہ بیان القرآن میں پیچھے ذکر کردہ آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"قولہ تعالٰی" وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ" اس میں ڈاڑھی منڈانا بھی داخل ہے" (بیان القران 1\410، سورۃ المائدۃ)

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ " حجۃ اللہ البالغہ (ص: ۳۸۶): "میں فرماتے ہیں

"فلا بد من إعفائها ، وقصها سنة المجوس ، وفيه تغيير خلق الله"

یعنی ڈاڑھی کو بڑھانا واجب ہے، اور اس کو کاٹنا مجوس کا طریقہ ہے، اور اس (ڈاڑھی مونڈنے) میں اللہ تعالٰی کی تخلیق میں تغییر کرنا ہے۔

حضرات اکابر رحمہم اللہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی مونڈنا تغییر بخلق اللہ میں داخل ہے، اور جب علماء کرام نے تغییر بخلق اللہ کو حرام کہا ہے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا بھی حرام ہے۔ نیز جب عورتوں کے سر کے بال مونڈنے کو شرعاً ناجائز قرار دیا گیا ہے، تو مرد کے لئے ڈاڑھی کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، کیونکہ جس طرح عورت کے سر کے بال اس کے لئے زینت اور فطرت میں داخل ہیں، اسی طرح ڈاڑھی مرد کے لئے زینت اور فطرت میں داخل ہے، لہذا دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیے، جیسا کہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

روي عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أنه نهى النساء عن الحلق وأمرهن بالتقصير عند الخروج من الإحرام، ولأن الحلق في حقها مثلة، والمثلة حرام، وشعر الرأس زينة لها كاللحية للرجل

(المبسوط لمحمد السرخسي، المتوفى 483، بيروت، (4/ 33):

۵۔ مثلہ: اسلام نے مثلہ کرنے کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف (۳/ ۶) میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"كان رسول الله –صلى الله عليه وسلم– يحثنا على الصدقة وينهانا عن المثلة."

اسی لئے علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے المبسوط (4/ 33) میں فرمایا" المثلة حرام "یعنی مثلہ کرنا حرام ہے۔

جب شریعت میں مثلہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے، اور مثلہ کا معنی صورت کو تبدیل کرنا ہے، اور ڈاڑھی مونڈنے میں بھی صورت تبدیل ہوتی ہے، لہذا یہ بھی مثلہ کے مفہوم میں داخل ہے، چنانچہ ابن عساکر میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

'' حلق اللحية مُثلَةٌ ، والرسول - صلى الله عليه وسلم - ينهى عن المثلة''

نیز علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مراتب الاجماع'' (ص: ۱۵۷) میں ڈاڑھی منڈوانے کے مثلہ ہونے پر علماء کا اتفاق ذکر کیا ہے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ ہو۔

''واتفقوا أن حلق جميع اللحية مثلة لا تجوز''

اسی طرح علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں ڈاڑھی مونڈنے کو مثلہ قرار دیا ہے، چنانچہ عبارت ملاحظہ ہو۔

'' حلق اللحية من باب المثلة لأن الله تعالى زين الرجال باللحى والنساء بالذوائب على ما روي في الحديث أن لله تعالى ملائكة تسبيحهم سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالذوائب''

[بدائع الضنائع للكاساني، سنة الوفاة587، دارالكتاب العربي (2/ 141)]

شیخ اسماعیل رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

والسنة تقصير الشارب فحلقه بدعة كحلق اللحية وفى الحديث « جزوا الشوارب واعفوا اللحى » الجز القص والقطع والاعفاء التوفير والترك على حالها وحلق اللحية قبيح بل مثلة وحرام وكما ان حلق شعر الرأس فى حق المرأة مثلة منهى عنها وتشبه بالرجال [روح البيان (1/ 292)]

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی مونڈنا بھی مثلہ ہے، تو جس طرح مثلہ کرنا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح ڈاڑھی مونڈنا بھی ناجائز ہے، اور شریعت میں جس عمل کا کرنا حرام ہو، اس کا ترک واجب ہوتا ہے۔

۶۔ **شعائر:** شریعت مطہرہ نے شعائر اسلام کی پابندی اور حفاظت کا خاص طور پر حکم دیا ہے، اور شعائر اسلام کو برقرار رکھنا مسلمانوں پر واجب ہے، چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بستی شعائر اسلام میں سے کسی حکم کو چھوڑنے پر اتفاق کر لیں، اور شریعت میں خواہ اس حکم کی حیثیت سنت کی ہو یا فرض کی، تو اس بستی والوں کے خلاف قتال کیا جائے گا، اور علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں لکھا ہے، کہ اس میں، فرض اور سنت برابر ہیں لہذا اگر کوئی بستی اجتماعی طور پر اذان چھوڑ دے، تو امام اس بستی سے قتال کرے گا۔

اور ہر ایسا حکم شعائر اسلام میں سے ہے جو اسلام کی علامت اور خصوصیت ہو جس سے مسلمان دوسرے لوگوں مشرکین اور غیر مذہب یہود، نصاری اور مجوس وغیرہ سے پہچانے جائیں، چنانچہ ''الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ '' میں ہے ''فکل ما کان من أعلام دین الله وطاعته تعالى فهو من شعائر الله'' یعنی ہر ایسا حکم جو اللہ تعالی کے دین کی علامتوں اور اللہ تعالی کی طاعت کی خبر دے، وہ اللہ تعالی کے شعائر میں سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو حکم اسلام کی علامت ہو اور اس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہو، وہ شعائر اسلام میں سے ہے، اور اس کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اور ڈاڑھی بڑھانا بھی اسلام کی علامت ہے اور شریعت نے اس کا حکم دیا ہے، چنانچہ مسلم کی حدیث میں ہے «خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا الشوارب» (۱/ ۲۲۲) یعنی مشرکین کی مخالفت کرو اور مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

اس حدیث میں ڈاڑھیاں بڑھانے اور مجوس کی مخالفت کا حکم دینا ڈاڑھی کے اسلامی شعائر میں سے ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے تحت حضرت اقدس مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا قومی شعار اور علامت قرار دیا ہے، جو ان کی ہیئت کو مشرکین کی ہیئت سے ممتاز کرتا ہے۔۔۔۔ لہذا ڈاڑھی کو ایک مشت سے کم کاٹنا آنحضرت ﷺ کے حکم کی نافرمانی اور قومی شعار کی خلاف ورزی ہے۔'' (ماہنامہ البلاغ: ربیع الاول ۱۳۸۸ھ جون ۱۹۶۸ء)

اسی طرح حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''احادیثِ صحیحہ میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم ہے، اور آنحضرت ﷺ نے ریش مبارک رکھی، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ دین اور سلف صالحین رحمہم اللہ نے ڈاڑھی رکھی ہے، خیر القرون اور اس کے بعد بھی قرن بعد قرن ڈاڑھی رکھنا مسلمانوں کا خاص شعار رہا ہے''۔ (کفایت المفتی: ج ۹، ص: ۱۴۹)

اس کے علاوہ اور بھی بعض علماء کرام نے ڈاڑھی بڑھانے کو اسلامی شعائر میں سے شمار کیا ہے، لہذا اسلامی شعائر میں سے ہونے کی بناء پر ڈاڑھی بڑھانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

دوم: مقدار قبضہ کی تحقیق:

وہ تمام روایات جن میں حضور اکرم ﷺ نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے، ان سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں، ایک ڈاڑھی بڑھانے کا وجوب اور دوسرا یہ کہ ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی خاص حد مقرر نہیں، بلکہ مطلقا ڈاڑھی بڑھانا ضروری ہے، عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

فی صحيح البخاري (ص: 342):

ابن عمر عن النبي ﷺ قال خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفوا (وأحفوا) الشوارب

فى السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي (1/ 149):

ابن عمر عن النبى -صلى الله عليه وسلم- قال :« أعفوا اللحى ، وأحفوا الشوارب »

فى صحيح مسلم المتوفي 261 (1/ 222):

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى خالفوا المجوس»

فى صحيح مسلم المتوفي 261 (1/ 222):

عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «خالفوا المشركين أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى۔

لہذا ان روایات کے اطلاق کا تقاضا تو یہ ہے، کہ ڈاڑھیوں کو کسی بھی حد تک نہ کاٹا جائے، اسی وجہ سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ڈاڑھی کے مقدار قبضہ سے زائد بال لینا ثابت نہیں ہے، اور بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی بھی نہیں کاٹنی چاہیے، چنانچہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں حضرت قتادہ اور حسن بصری رحمہا اللہ کے بارے میں نقل کیا ہے، کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان [أعفوا اللحی: یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ] کی وجہ سے مقدار قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو ناپسند سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ مقدار قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو بڑھی ہوئی چھوڑنا پسندیدہ ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''كرهه الحسن وقتادة وقالا تركها عافية أحب لقوله صلى الله عليه وسلم اعفوا اللحى

لیکن دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کے عمل مبارک سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دائیں اور بائیں سے ڈاڑھی کے بال لیا کرتے تھے، چنانچہ جامع الأصول في أحاديث الرسول (4/ 766) کی حدیث میں وارد ہے۔

«أَنَّ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- كان يأخذ من لحيته ، من عرضها ، وطولها»

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑھانے سے متعلق روایات مطلق نہیں، اور حضور اکرم ﷺ کے عمل مبارک سے ڈاڑھی کے بال لینا تو ثابت ہے، لیکن ان روایات میں مقدارِ قبضہ کا ذکر نہیں، البتہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے مقدار قبضہ سے زائد بال لینا ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا عمل منقول ہے۔

''كان أبو هريرة يقبض على لحيته ، ثم يأخذ ما فضل عن القبضة.''(مصنف ابن أبي شيبة: 8/ 374)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مروی ہے۔

'' أنه كان يأخذ ما فوق القبضة ، وقال وكيع ما جاز القبضة ''(مصنف ابن أبي شيبة: 8/ 375):

اس لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ڈاڑھی زیادہ لمبی ہونے کی صورت میں کاٹنے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۰/ ۳۵۰) میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

''أما الأخذ من طولها وعرضها إذا عظمت فحسن بل تكره الشهرة في تعظيمها''

اسی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (۳۲/ ۶۷) میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

''قال آخرون يأخذ من طولها وعرضها ما لم يفحش ''

بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ان متعارض احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ڈاڑھی کا کاٹنا جو شرعاً ممنوع ہے، وہ عجمیوں کی طرح کاٹنا یا حلق کرنا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علامہ طبری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، عبارت ملاحظہ ہو۔

قال الطبري ذهب قوم إلى ظاهر الحديث فكرهوا تناول شيء من اللحية من طولها ومن عرضها وقال قوم إذا زاد على القبضة.________ حمل هؤلاء النهي على منع ما كانت الأعاجم تفعله من قصها وتخفيفها۔

[فتح الباري - ابن حجر (10/ 350):]

حاصلِ عبارت: بعض لوگوں نے حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے، ڈاڑھی کے طول اور عرض سے لینے کو ناپسند سمجھا اور بعض لوگوں نے قبضہ سے زائد مقدار میں ڈاڑھی کاٹنے کی اجازت دی، لہذا ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے، کہ ممانعت اس وقت ہوگی جب اس حد تک ڈاڑھی کو کاٹا جائے، جس حد تک عجمی لوگ کاٹتے تھے، کیونکہ وہ بہت ہلکی ڈاڑھی رکھتے تھے، اور کاٹنے کا جواز اس سے زائد مقدار میں ہوگا، اور وہ قبضہ کی مقدار ہے۔

اسی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ نے ہدایہ کی شرح بنایہ میں نقل کیا ہے۔

كان أبو هريرة يقبض على لحيته فيأخذ ما فضل عن القبضة، ولكن يعارض هذا حديث ابن عمر - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عن النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قال: «احفوا الشارب وأعفوا اللحى» ، أخرجه البخاري ومسلم ويمكن أن يجاب عنه أن المراد بإعفاء [اللحى أن لا تحلق كلها كما يفعله المجوس۔ [البناية شرح الهداية (4/ 73):]

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی اگر زیادہ لمبی ہو جائے، تو اس کے کچھ بال لینا جائز ہے، لیکن عجمیوں کی طرح ڈاڑھی کا حلق کرنا یا کاٹنا جائز نہیں۔

اور جہاں تک ڈاڑھی بڑھانے کی ایک مخصوص حد کا تعلق ہے، جس سے عجمیوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے، تو چونکہ ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی خاص حد حضور اکرم ﷺ سے ثابت نہیں، اس لئے مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ کا ڈاڑھی کی حد میں اختلاف ہے، لیکن ان کی عبارات سے اس بارے میں اتفاق معلوم ہوتا ہے کہ مقدارِ قبضہ سے کم کرنا ائمہ کرام رحمہم اللہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

فقہاء احناف رحمہم اللہ نے تو ڈاڑھی کی حد صراحتاً قبضہ کی مقدار تک بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں، کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قبضہ سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیا کرتے تھے، اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے، اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ ہو۔

''ابن عمر رضى الله عنهما انه كان يقبض على لحيته ثم يقص ماتحت القبضة، قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابي حنيفة رحمه الله۔''

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات المفاتیح (۸/ ۲۲۳، المکتبۃ الحقانیۃ) میں فرماتے ہیں۔

''واللحية عندنا طولها بقدر القبضة بضم القاف'' یعنی ہمارے نزدیک ڈاڑھی کی لمبائی قبضہ کی مقدار تک ہے۔

فقہاء احناف رحمہم اللہ کے علاوہ بعض فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ کا قول بھی مقدار قبضہ کا ہے، چنانچہ حضرت علی بن سلیمان المرداوی ''الإنصاف (1/ 96)'' میں علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

''وقال ابن الجوزي ــــ ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة''

اسی طرح محمد بن مفلح صالحي حنبلی رحمہ اللہ نے ''الفروع وتصحيح الفروع – (۱۵۱/۱)'' میں بھی مذکورہ بالا عبارت کو ذکر کیا ہے۔

البتہ فقہاء شافعیہ، مالکیہ اور بعض حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانے کی کوئی خاص حد مقرر نہیں، بلکہ ان کے نزدیک طول فاحش کی صورت میں کاٹنے کی اجازت ہے۔

اسی اختلاف کی بناء پر علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم (۱/ ۴۱۸) میں فرماتے ہیں۔

''وقد اختلف السلف هل لذلك حد ؟ فمنهم من لم يحدد شيئا في ذلك إلا أنه لا يتركها لحد الشهرة ويأخذ منها ، وكره مالك طولها جدا ، ومنهم من حدد بما زاد على القبضة فيزال ، ومنهم من كره الأخذ منها إلا في حج أو عمرة''

یعنی: سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے، کہ کیا ڈاڑھی کے لئے کوئی حد مقرر ہے، پس بعض حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی تحدید نہیں ہے، لیکن جب شہرت کی حد تک پہنچ جائے تو پھر اس سے کچھ لے لے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے ڈاڑھی کے زیادہ لمبا ہونے کو مکروہ قرار دیا، اور بعض حضرات نے قبضہ کی مقدار کے ساتھ تحدید کی، اور بعض حضرات وہ ہیں کہ جن کے نزدیک حج اور عمرہ کے علاوہ ڈاڑھی کا کاٹنا مطلقا مکروہ ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے مذاہب اربعہ کے اس اختلاف کا خلاصہ اوجز المسالک (۱۷، ۵۲) میں چار اقوال میں ذکر فرمایا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وعُلِمَ مما سبق أنهم اختلفوا فيما طال من اللحية على أقوال: **الأول:** يتركها على حالها، ولا يأخذ منها شيئاً، وهو مختار الشافعية، ورجحه النووي، وهو أحد الوجهين عند الحنابلة. **الثاني:** كذلك، إلا في حج أو عمرة، فيستحب أخذ شيء منها، قال الحافظ: هو المنصوص عن الشافعي، **الثالث:** يستحب أخذ ما فحش طولها جداً بدون التحديد بالقبضة، هو مختار [illegible] مالك، ورجحه القاضي عياض، **الرابع:** يستحب أخذ ما زاد على القبضة، وهو مختار الحنفية.

خلاصہ عبارت: سابقہ اختلاف سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کی لمبائی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کے کئی اقوال ہیں، اول یہ کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑا جائے، یہ شافعیہ رحمہم اللہ کا مختار قول ہے، اسی کو علامہ نووی رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے، اور حنابلہ کا ایک قول بھی یہی ہے، دوم یہ کہ ڈاڑھی کو صرف حج اور عمرہ کے موقع پر کچھ کاٹنا مستحب ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس قول کی صراحت حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے، سوم یہ کہ جب ڈاڑھی بہت زیادہ لمبی ہو جائے تو زائد حصہ کو کاٹنا مستحب ہے، اس میں مقدارِ قبضہ کی تحدید نہیں ہے، یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مختار قول ہے، اور اسی کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے، چہارم یہ کہ مقدار قبضہ سے زائد بالوں کو لینا مستحب ہے، یہ احناف رحمہم اللہ کا مختار قول ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ اور حضرت شیخ الحدیث زکریا صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ اگرچہ طول میں ڈاڑھی کی مقدار میں اختلاف ہے، لیکن قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنا یا حلق کرنا مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب میں جائز نہیں، اس کی مزید تفصیل ان شاءاللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

سوم: مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کا شرعی حکم:

مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح قبضہ کی مقدار سے کم کرنا بھی ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، حضرت امام مالک رحمہ اللہ، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ اور اسی کو مذاہب اربعہ کے اکابر محدثین، مفسرین اور جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کا تفصیلی حکم بالترتیب ملاحظہ ہو۔

حنفی مذہب:

فقہاء احناف رحمہم اللہ کے نزدیک قبضہ کی حد تک ڈاڑھی بڑھانا واجب اور ضروری ہے، اور ڈاڑھی مونڈنا حرام اور قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے، چنانچہ علامہ عبدالرحمن الجزیری رحمہ اللہ نے ''الفقہ علی المذاهب الأربعة (2/ 45)'' میں ڈاڑھی کے متعلق حنفیہ کا مذہب یہ ذکر کیا ہے کہ مرد پر ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور ڈاڑھی، لمبائی میں مقدار قبضہ سے زائد نہ ہونے کو مسنون قرار دیا ہے، پس جو قبضہ کی مقدار سے زائد ہو، حنفیہ کے نزدیک اس کو کاٹ لینا چاہیے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ ہو:

''الحنفية:قالوا : يحرم حلق لحية الرجل ويسن ألا تزيد في طولها على القبضة فما زاد على القبضة يقص ولا بأس بأخذ أطراف اللحية''

اسی طرح علامہ حصکفی رحمہ اللہ الدر المختار (۶/ ۴۰۷) میں ڈاڑھی مونڈنے کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''یحرم علی الرجل قطع لحیته''یعنی مرد پر ڈاڑھی کاٹنا حرام ہے۔

اور جہاں تک قبضہ سے کم مقدار میں ڈاڑھی کاٹنے کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

''وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد''

یعنی ڈاڑھی کو قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا، جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مردوں میں سے ہیجڑے کرتے ہیں، اس کو کسی (فقیہ) نے جائز قرار نہیں دیا۔ (فتح القدیر، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج:۲، ص۳۴۸)

مذکورہ بالا عبارت کو علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق (۲/ ۳۰۲) میں، علامہ محمد بن فراموز رحمہ اللہ نے درر الحکام شرح غرر الاحکام (۲/ ۴۸۸) میں، علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے تبیین الحقائق (۱/ ۳۳۲) میں، علامہ احمد بن محمد طحطاوی حنفی رحمہ اللہ نے حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (ص: ۴۴۹) میں، اور علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار (۲/ ۴۱۸) میں بھی نقل کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کے اس موقف کے ساتھ متفق ہیں، اور ان حضرات کا علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کی عبارت ''لم یبحه أحد'' (یعنی قبضہ سے کم مقدار میں ڈاڑھی کاٹنے کی امت کے کسی فقیہ اور مجتہد نے اجازت نہیں دی)، کو ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان سب کے نزدیک قبضہ سے کم مقدار میں ڈاڑھی کاٹنا ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کو قبضہ کی مقدار تک بڑھانا واجب اور ضروری ہے۔

مالکی مذہب:

فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک بھی ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور ان کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنا ناجائز اور گناہ ہے، چنانچہ الشیخ علی محفوظ نے الابداع فی مضار الابتداع میں حضرات مالکیہ کا یہ مذہب نقل کیا ہے۔

''مذهب السادة المالكية حرمة حلق اللحية و كذا قصها اذا كان يحصل به مثلة''

یعنی فقہاء مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے، اور اسی طرح اس کا کاٹنا بھی، جب کاٹنے سے مثلہ ہو جائے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''لا يجوز حلق اللحية و لا نتفها و لا قصها'' یعنی ڈاڑھی مونڈنا، اس کو نوچنا اور اس کو کاٹنا جائز نہیں ہے۔

علامہ محمد علیش رحمہ اللہ'' منح الجليل (1/ 82) میں فرماتے ہیں ''يحرم على الرجل حلق اللحية''

علامہ دسوقی مالکی رحمہ اللہ اپنے شرح الخلیل کے حاشیہ (۱/ ۹۰): میں فرماتے ہیں۔

''يحرم على الرجل حلق لحيته أو شاربه ويؤدب فاعل ذلك''

علامہ علی عدوی مالکی رحمہ اللہ'' حاشیۃ العدوی (2/ 580) میں فرماتے ہیں۔:

قوله (لأن حلقهما بدعة) أي بدعة محرمة في اللحية في حق الرجل وأما المرأة فقد تقدم أنه يجب عليها حلق لحيتها.

خلاصہ عبارت: مرد کے حق میں ڈاڑھی مونڈنا بدعت محرمہ ہے، اور عورت پر اپنی ڈاڑھی کا مونڈنا واجب ہے۔

علامہ أحمد بن غانم شهاب الدين النفراوي الأزهري المالكي رحمہ اللہ نے الفواكہ الدوانی علی رسالۃ ابن أبی زید القيروانی (۲/ ۳۰۶) میں بھی ڈاڑھی مونڈنے کو بدعت محرمہ قرار دیا ہے، چنانچہ عبارت ملاحظہ ہو۔

(ولا بأس بحلاق غيرها) أي غير العانة (من شعر الجسد) كشعر اليدين والرجلين ونحوهما من بقية شعر الجسد حتى شعر حلقة الدبر، إلا الرأس واللحية فإن حلقهما بدعة محرمة في اللحية.

علامہ احمد بن غانم شہاب الدین مالکی رحمہ اللہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

(وأمر النبي) – صلى الله عليه وسلم – كما في الموطإ للإمام ب (أن تعفى اللحية) أي يوفر شعرها ويبقى من غير إزالة لشيء منها فقوله: (وتوفر ولا تقص) تفسير لما قبله وذكره لزيادة البيان، والمتبادر من قوله " وأمر " الوجوب وهو كذلك إذ يحرم حلقها إذا كانت لرجل، وأما قصها فإن لم تكن طالت فكذلك، وأما لو طالت كثيرا فأشار إلى حكمه بقوله: (قال مالك) – رضي الله عنه – (ولا بأس بالأخذ من طولها إذا طالت) طولا (كثيرا) بحيث خرجت عن المعتاد لغالب الناس فيقص الزائد لأن بقاءه يقبح به المنظر، وحكم الأخذ الندب فلا بأس هنا لما هو خير من غيره والمعروف لا حد للمأخوذ، وينبغي الاقتصار على ما تحسن به الهيئة، وقال الباجي: يقص ما زاد على القبضة، ويدل عليه فعل عمر وأبي هريرة فإنهما كانا يأخذان من لحيتهما ما زاد على القبضة، والمراد بطولها طول شعرها فيشمل جوانبها فلا بأس بالأخذ منها أيضا، ولما كان قوله: قال مالك ولا بأس يوهم انفراد

مالك بقوله قال: (وقاله) أي ندب الأخذ من الطويلة قبل مالك (غير واحد من الصحابة و) غير واحد من (التابعين) رضي الله عن الجميع، ﴿الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (2 / 307)﴾

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کا مونڈنا بدعت، حرام اور قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنا ناجائز اور گناہ ہے۔

مذہب حنبلی:

محمد بن مفلح صالحی حنبلی رحمہ اللہ "الفروع وتصحيح الفروع - (۱/۱۵۱)" میں فرماتے ہیں۔

"يعفي لحيته، وفي المذهب ما لم يستهجن طولها "وم" ويحرم حلقها ذكره شيخنا. ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة، ونصه لا بأس بأخذه وما تحت حلقه لفعل ابن عمر"

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حنبلی مذہب میں یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی لمبائی میں ناشائستہ معلوم نہ ہونے لگے، اس وقت تک اس کو بڑھایا جائے، اور ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، اور قبضہ کی مقدار سے زائد بالوں کا لینا مکروہ نہیں۔

شمس الدين أبو العون محمد بن أحمد بن سالم السفاريني الحنبلي (المتوفى: ۱۱۸۸ھ) "غذاء الألباب في شرح منظومة الآداب" (۱/ ۴۳۳) میں ڈاڑھی کے حکم کے متعلق حنبلی مذہب بیان فرماتے ہیں۔

والمعتمد في المذهب حرمة حلق اللحية. قال في الإقناع: ويحرم حلقها. وكذا في شرح المنتهى وغيرهما. قال في الفروع: ويحرم حلقها ذكره شيخنا. انتهى. وذكره في الإنصاف ولم يحك فيه خلافا.

اسی طرح شیخ ابو العباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ الاختيارات العلمية (ص:٦) میں فرماتے ہیں۔

"يحرم حلق اللحية للأحاديث الصحيحة، و لم يبحه أحد"

علامہ منصور بہوتی حنبلی رحمہ اللہ كشاف القناع عن متن الإقناع - (۴/۱۴) میں فرماتے ہیں، کہ حلق اللحیہ حرام ہے، اور اس کے کاٹنے کے لئے کسی کو اجارہ پر لینا بھی جائز نہیں، عبارت ملاحظہ فرمائے۔

"عدم الحاجة إلى قطع شيء من جسده (يحرم) القطع (ولا يصح) الاستئجار له، لما تقدم أن المنع الشرعي كالحسي قلت ومثله حلق اللحية فلا يصح الاستئجار له"

اسی عبارت کو مصطفی بن سعد حنبلی دمشقی نے مطالب أولى النهى في شرح غاية المنتهى - (۳/۶۲۹) میں ذکر کیا ہے۔

أبو محمد عبد العزيز بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد المحسن السلمان نے ''الأسئلة والأجوبة الفقهية – (1 / 18) '' میں فرماتے ہیں۔

'' يحرم حلقها وقصها ونتفها وتحريقها''یعنی ڈاڑھی کو مونڈنا، کاٹنا، نوچنا اور جلانا حرام ہے۔

أبو المنذر محمود بن محمد بن مصطفى بن عبد اللطيف المنياوی التحرير شرح الدليل (1/ 74) میں فرماتے ہیں، کہ مونچھیں کاٹنا اور ڈاڑھی بڑھانا سنت ہے، اور ڈاڑھی کو مونڈنا حرام ہے، چنانچہ حضرات شیخین (امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''يسنّ حف الشارب وإعفاء اللحية ويحرم حلق اللحية روى الشيخان عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين: وفروا اللحى، وأحفوا الشوارب ''.

حضرت علی بن سلیمان المرداوی ''الإنصاف (1/ 96) '' میں فرماتے ہیں۔

ويعفى لحيته وقال ابن الجوزي في المذهب ما لم يستهجن طولها ويحرم حلقها ذكره الشيخ تقي الدين ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة ونصه لا بأس بأخذ ذلك وأخذ ما تحت حلقه۔

منصور بن یونس بن ادریس البھوتی نے شرح منتهى الإرادات (1/ 44): میں بھی اس عبارت کو نقل فرمایا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''يعفى لحيته ويحرم حلقها ذكره الشيخ تقي الدين و لا يكره أخذ ما زاد على القبضة وما تحت حلقه''

ان اکابر فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ مذہب حنبلی میں ڈاڑھی مونڈنا حرام اور مشت کی مقدار سے کم بالوں کو کاٹنا ناجائز ہے، اور حضرات حنابلہ کے نزدیک معتمد علیہ یہی مذہب ہے، جیسا کہ علامہ محمد بن احمد سفارینی رحمہ اللہ کی گزشتہ عبارت میں تصریح کی گئی ہے۔

مذہب شافعی:

فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کی عبارات ڈاڑھی کے حکم میں مختلف ہیں، بعض عبارات میں ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول بھی کتاب "الام" کے حوالے سے یہی نقل کیا گیا ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر الھیثمی نے ''تحفة المحتاج في شرح المنهاج (41/ 202) ''میں نقل کیا ہے، اسی

طرح علامہ زرکشی رحمہ اللہ، علامہ حلیمی رحمہ اللہ، علامہ قفال الشاشی رحمہ اللہ اور امام اذرعی رحمہ اللہ نے بھی بغیر

کسی عذر کے ڈاڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

كافية بأن الشافعي رضي

قال الشيخان: يكره حلق اللحيةواعترضه ابن الرفعة في حاشية الكافية بأن الشافعي رضي الله عنه
نص في الأم على التحريم قال الزركشي وكذا الحليمي في شعب الإيمان وأستاذه القفال الشاشي في
محاسن الشريعة وقال الأذرعي الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها كما يفعله القلندرية''

اس عبارت کو علامہ أبو بکر بن محمد شطاالدمیاطی رحمہ اللہ نے اعانۃ الطالبین میں بھی ذکر کیا ہے،

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ ''الشمائل الشريفة (ص: 261) ''میں علامہ طیبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔

وقال الطيبي المنهي عنه هو قصها كالأعاجم أو وصلها كذنب الحمار وقال ابن حجر المنهي عنه الاستئصال أو ما قاربه بخلاف الأخذ المذكور.

ان عبارات سے ڈاڑھی بڑھانے کا وجوب اور مونڈنے کی حرمت اور کاٹنے کا ناجائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔

لیکن دوسری طرف علامہ نووی رحمہ اللہ اور علامہ عبد الکریم رافعی رحمہ اللہ جو مشہور شافعی فقیہ ہیں اور فقہ شافعی کے معتمد علیہ ناقل اور محرر سمجھے جاتے ہیں، ان کے حوالہ سے ڈاڑھی کے مونڈنے یا عجمیوں کی طرح کاٹنے کا مکروہ ہونا نقل کیا گیا ہے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ ''شرح النووي على مسلم (3/ 151) '' میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔

قال القاضي عياض رحمه الله تعالى يكره حلقها وقصها وتحريقها وأما الاخذ من طولها وعرضها فحسن وتكره الشهرة في تعظيمها كما تكره في قصها وجزها۔

اسی طرح علامہ نووی رحمہ اللہ ''المجموع شرح المهذب - (1/290) '' میں علامہ خطابی رحمہ اللہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں، کہ ڈاڑھی کو عجمیوں کی طرح کاٹنا مکروہ ہے، اور ڈاڑھی کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا کسری کا طریقہ ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

أن إعفاء اللحية من الفطرة فالإعفاء بالمد: قال الخطابي وغيره هو توفيرها وتركها بلا قص: كره لنا قصها كفعل الأعاجم: قال وكان من زي كسرى قص اللحى وتوفير الشوارب قال الغزالي في الاحياء اختلف السلف فيما طال من اللحية فقيل لا بأس أن يقبض عليها ويقص ما تحت القبضة: فعله ابن عمر ثم جماعة من التابعين: واستحسنه الشعبي وابن سيرين.وكرهه الحسن وقتادة: وقالوا يتركها عافية

لقوله صلي الله عليه وسلم واعفو اللحي قال الغزالي والامر في هذا قريب إذا لم ينته إلى تقصيصها لان الطول المفرط قد يشوه الخلقة هذا كلام الغزالي والصحيح كراهة الاخذ منها مطلقا بل يتركها على حالها كيف كانت للحديث الصحيح واعفوا اللحي۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ ابوداود شریف کی شرح "معالم السنن للخطابي المتوفى 288 (1/ 31)" میں فرماتے ہیں۔

وأما إعفاء اللحية فهو إرسالها وتوفيرها كره لنا أن نقصها كفعل بعض الأعاجم وكان من زي آل كسرى قص اللحى وتوفير الشوارب فندب صلى الله عليه وسلم أمته إلى مخالفتهم في الزي والهيئة.

علامہ شیخ احمد بن حمزۃ شہاب الدین رملی رحمہ اللہ اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب کے حاشیہ" (ج:۳،ص۳۶۹) میں فرماتے ہیں۔

قوله (و يكره نتفها اي اللحية الخ) ومثله حلقها ، فقول الحليمي في منهاجه) " لايحل لاحد ان يحلق لحيته ولاحاجبيه" ضعيف۔

محمد بن أحمد بن حمزۃ شمس الدین رملی (سنة الوفاة: 1004) نهاية المحتاج الى شرح المنهاج (8/ 149) میں فرماتے ہیں۔

"ويندب فرق الشعر وترجيله وتسريح اللحية ويكره نتفها وحلقها"

علامہ سلیمان بن محمد البجیرمی رحمہ اللہ (1221 ھ) حاشية البجيرمي على الخطيب (13/ 273): میں فرماتے ہیں، کہ ڈاڑھی مونڈنا مکروہ ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"قوله : (أول طلوعها) ليس قيدا وكذا الكبير أيضا أي إن حلق اللحية مكروه حتى من الرجل وليس حراما"

ان فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے، کہ ڈاڑھی مونڈنا مکروہ ہے، حرام نہیں۔

شافعیہ کے قول مکروہ کی وضاحت:

ا۔۔۔ہماری معلومات کی حد تک فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ میں سے سب سے پہلے علامہ خطابی رحمہ اللہ (جو کہ تیسری صدی ہجری کے مشہور شافعی عالم ہیں) نے ایک مشت سے کم ڈاڑھی کے کاٹنے پر کراہت کا حکم لگایا ہے، اور علامہ خطابی رحمہ اللہ کا یہ قول ابوداؤد شریف کی شرح معالم السنن میں مذکور ہے، اور جہاں تک علامہ نووی رحمہ اللہ اور

علامہ رافعی رحمہا اللہ کی عبارات کا تعلق ہے، تو علامہ نووی رحمہ اللہ نے المجموع شرح المہذب میں علامہ خطابی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا، اور شرح مسلم میں علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، اور قاضی عیاض رحمہ اللہ مالکی ہیں، اور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو مونڈنا اور قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنا حرام اور ناجائز ہے، جیساکہ فقہاء مالکیہ کی عبارات پیچھے گزر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ نووی اور علامہ رافعی رحمہا اللہ کی اپنی کوئی عبارت ہمیں نہیں ملی جس میں انہوں نے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہو یا کراہت کے قول کی ترجیح بیان کی ہو۔

البتہ بعض کتب شافعیہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ حضرات شیخین رحمہا اللہ (علامہ نووی اور علامہ رافعی رحمہا اللہ) نے ڈاڑھی کاٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے، جیساکہ اعانۃ الطالبین اور تحفۃ المحتاج وغیرہ میں مذکور ہے، لیکن ان کتب میں اس عبارت کو ذکر کے صاحب اعانۃ الطالبین اور صاحب تحفۃ المحتاج نے ابن الرفعہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ڈاڑھی مونڈنے کو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے ''الام'' میں حرام قرار دیا ہے، تو جب امام مجتہد رحمہ اللہ سے حرمت کی تصریح منقول ہے، تو ان کے مقلدین کا عدم حرمت کا قول کیسے معتبر ہو سکتا ہے، (ان کتب کی عبارات پیچھے ص 17 پر گزر چکی ہیں) ان کے علاوہ علامہ عبدالحمید شروانی اور علامہ احمد بن قاسم عبادی رحمہا اللہ تحفۃ المحتاج کے حاشیہ ''حواشي الشرواني والعبادي (9/ 376) '' بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

قال الشيخان يكره حلق اللحية المعتمد إلخ) قال في شرح العباب واعترضه ابن الرفعة في حاشية الكافية بأن الشافعي رضي الله تعالى عنه نص في الام على التحريم قال الزركشي وكذا الحليمي في شعب الايمان وأستاذه القفال الشاشي في محاسن الشريعة وقال الاذرعي الصواب تحريم حلقها جملة لغير علة بها كما يفعله القلندرية .

مذکورہ بالا فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کا ''قال الشيخان يكره'' کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد اس پر اعتراض کر کے حرمت کا قول ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک حرمت کا قول راجح ہے۔

۲۔۔۔دوسری بات یہ کہ لفظ مکروہ کا اطلاق چار معانی پر ہوتا ہے، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ (المستصفى للغزالي 1/ 66) میں فرماتے ہیں۔

''وأما المكروه فهو لفظ مشترك في عرف الفقهاء بين معان أحدها المحظور فكثيرا ما يقول الشافعي رحمه الله وأكره كذاوهو يريد التحريم، الثاني ما نهي عنه نهي تنزيه وهو الذي أشعر بأن تركه خير من فعله وإن لم يكن عليه عقاب كما أن الندب هو الذي أشعر بأن فعله خير من تركه ،الثالث ترك ما هو الأولى وإن لم ينه عنه كترك صلاة الضحى مثلا لا لنهي ورد عنه ولكن لكثرة فضله وثوابه .قيل فيه إنه مكروه تركه الرابع ما وقعت الريبة والشبهة في تحريمه كلحم السبع وقليل النبيذ''

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ لفظ مکروہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے عرف میں کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے، اول شرعاً ممنوع فعل کے لئے، جیسے امام شافعی رحمہ اللہ اکثر ''اکرہ کذا'' فرماتے ہیں اور اس سے تحریم مراد لیتے ہیں۔ دوم مکروہ تنزیہی کے لئے، یعنی ایسے کام کے لئے جس کا چھوڑنا اس کے کرنے سے بہتر ہو۔ سوم خلاف اولیٰ کام کے لئے، جیسے چاشت کی نماز کا چھوڑنے کو مکروہ (خلاف اولی) کہا گیا ہے، چہارم ایسے فعل کے لئے جس کی حرمت میں شبہ ہو، جیسے قلیل مقدار میں نبیذ کا استعمال کرنا وغیرہ۔

اسی طرح علامہ زرکشی شافعی رحمہ اللہ (جن کا شمار معتبر علمائے اصولیین میں ہوتا ہے) نے اپنی کتاب ''البحر المحیط فی أصول الفقه (1/ 393) '' میں مذکورہ بالا چار معانی کی مثالوں کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے۔

اسی طرح مشہور شافعی فقیہ علامہ علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ ''الإبهاج في شرح المنهاج (1/ 59): میں فرماتے ہیں۔

في المكروه ثلاثة اصطلاحات أحدها الحرام: فيقول الشافعي أكره كذا وكذا ويريد التحريم وهو غالب إطلاق المتقدمين تحرزا عن قول الله تعالى ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام فكرهوا لفظ التحريم الثاني: ما نهي عنه نهي تنزيه وهو المقصود هنا الثالث: ترك الأولى كترك صلاة الضحى لكثرة الفضل في فعلها۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک مکروہ کا لفظ کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور کون سے مقام میں کون سے معنی کے لئے مکروہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اس بات کا فیصلہ قرینہ اور دلیل سے ہوتا ہے، اور ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم صریح نصوص سے ثابت ہے، کیونکہ مختلف احادیث میں حضور اکرم ﷺ نے مختلف الفاظ میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے، اسی لئے بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ ان احادیث کے اطلاق کی بناء پر ڈاڑھی کو قبضہ کی مقدار کے بعد بھی نہ کاٹنا اولیٰ ہے، جیسا کہ شافعی فقیہ علامہ نووی رحمہ اللہ شرح النووي على مسلم (1/ 418) میں فرماتے ہیں۔

فحصل خمس روايات : أعفوا وأوفوا وأرخوا وأرجوا ووفروا ،ومعناها كلها: تركها على حالها . هذا الظاهر من الحديث الذي تقتضيه ألفاظه، وهو الذي قاله جماعة من أصحابنا وغيرهم من العلماء. والمختار ترك اللحية على حالها وألا يتعرض لها بتقصير شيء أصلا

علامہ نووی رحمہ اللہ کی اِس عبارت کی روشنی میں احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے مذکورہ بالا تمام صیغے امر کے ہیں، نیز ڈاڑھی مونڈنے یا مقدار قبضہ سے کم کاٹنے کی صورت میں تشبہ بالکفار، تشبہ بالنساء، تغییر بخلق اللہ، شعائر اسلام کی مخالفت اور مثلہ کرنا لازم آتا ہے، اور یہ تمام امور شرعاً ممنوع ہیں، جیسا کہ شروع میں ان کی تفصیل گزر چکی ہے، اسی لئے جمہور فقہائے کرام رحمہم اللہ نے ڈاڑھی کے مونڈنے اور قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنے کو ناجائز قرار دیا ہے، لہذا ان دلائل کا

تقاضا یہ ہے کہ فقہائے شافعیہ رحمہم اللہ کی جن عبارات میں لفظ مکروہ آیا ہے، اس سے مقصود (شرعاً ممنوع) مراد
جس کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے، نیز حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ''الام'' کے حوالہ سے نقل کیا گیا حرمت کا قول بھی اس
کی تائید کرتا ہے؛ کیونکہ ممنوع حرام کے قریب ہے، جبکہ مکروہ تنزیہی جواز کے قریب ہے، اور ان فقہاء کرام رحمہم اللہ سے
یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ امام مجتہد رحمہ اللہ کی طرف سے حرمت کی تصریح کے باوجود قول ان حضرات سے مکروہ
تنزیہی کا منقول ہو۔

نیز اکثر شوافع حضرات کراہت کے قول کی نسبت علامہ نووی رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں، جبکہ علامہ نووی رحمہ
اللہ خود عجمیوں کی طرح ڈاڑھی کاٹنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں، حالانکہ مکروہ تنزیہی فعل شرعاً ممنوع نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے
کہ مکروہ تنزیہی کے مرتکب کو لائق ملامت نہیں سمجھا جاتا، چنانچہ شرح النووي على مسلم (3 / 149) کی عبارت
ملاحظہ ہو۔

أما إعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى أوفوا اللحى في الرواية الأخرى وكان من عادة الفرس قص اللحية
فنهى الشرع عن ذلك۔

نیز علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، اور دوسرے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کی عبارات پیچھے گزر چکی
ہیں، جن میں یہ بات مصرح ہے کہ ڈاڑھی کا حلق کرنے اور قبضہ کی مقدار سے کم کاٹنے کو کسی نے جائز نہیں قرار دیا، اور
علامہ سفارینی رحمہ اللہ نے غذاء الالباب میں فرمایا کہ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف منقول نہیں، اگر علامہ نووی رحمہ اللہ سے
کراہت تنزیہ کا قول منقول ہوتا، تو علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ اور دوسرے فقہاء کرام رحمہم اللہ اختلاف کی نفی نہ کرتے،
بلکہ اس اختلاف کو ضرور ذکر فرماتے، کیونکہ علامہ نووی رحمہ اللہ شوافع کے نزدیک محرر مذہب اور ان کا قول عموماً مفتی بہ
شمار ہوتا ہے، تو اتنے بڑے فقیہ اور محدث کا اختلاف علامہ ابن الہمام اور امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ جیسے محقق علماء سے
کیسے صرف نظر ہو گیا، جبکہ یہ دونوں حضرات علامہ نووی رحمہ اللہ سے زماناً متاخر ہیں۔
لہذا علامہ نووی رحمہ اللہ کے کراہت کے قول کو مکروہ تحریمی یا متقدمین کی بکثرت استعمال ہونے والی اصطلاح کے مطابق
حرام پر محمول کرنا چاہئے۔

مذاہب اربعہ کی عبارات کا خلاصہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذاہب ثلاثہ میں ڈاڑھی بڑھانا واجب ہے، اور اس کو مونڈنا حرام اور مقدار
قبضہ سے کم کرنا یا ڈاڑھی شروع سے یکمشت سے کم ہو تو اسے کاٹنا ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے، اور ہماری معلومات کی حد تک
شافعیہ کا بھی راجح قول یہی ہے، اسی لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے ڈاڑھی کاٹنے

کے متعلق فقہاء کرام رحمہ اللہ کی عبارت ''لم يبحه أحد'' سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈاڑھی مونڈنے اور مقدار قبضہ سے کم کاٹنے کے عدمِ جواز پر امت کا اجماع ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال الطلائي في كتاب الصوم قبيل فصل العوارض ان الاخذ من اللحية دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنث الرجال لم يبحه احد و اخذ كلها فعل هنود الهند و مجوس الاعاجم ---------- وان لم يكن ممن يستبيحونه ولا يعدونه فارقا للعدالة والمروة اه تنقيح فتاوي حامديةص 315ج1۔ قلت (الاحقر) قوله لم يبحه احد نص في الاجماع فقط. (بوادر النوادر: ص 442)

اسی طرح حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی جواہر الفقہ (ج۷، ص:۱۵۹) میں ڈاڑھی مونڈنے کی حرمت پر اجماع ذکر کیا ہے۔ اسی طرح الموسوعة الفقهية الكويتية (35/ 225): میں جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے حوالے سے ڈاڑھی کا حکم درج ذیل نقل کیا گیا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ذهب جمهور الفقهاء : الحنفية والمالكية والحنابلة، وهو قول عند الشافعية ، إلى أنه يحرم حلق اللحية لأنه مناقض للأمر النبوي بإعفائها وتوفيرها ، وتقدم قول ابن عابدين في الأخذ منها وهي دون القبضة لم يبحه أحد، فالحلق أشد من ذلك۔

سوالات کے جوابات:

۱،۲،۳،۶۔۔۔ ہدایہ، فتح القدیر، ردالمحتار، البحر الرائق، تبیین الحقائق، الدرر الحکام شرح غرر الاحکام اور کتاب الآثار وغیرہ میں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے جن عبارات میں مقدارِ قبضہ کو مسنون کہا ہے، ان کی مراد مقدارِ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو مسنون قرار دینا ہے، کیونکہ حنفیہ کے راجح قول کے مطابق ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے بعد کاٹنا مسنون ہے، جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے بنایہ میں المحیط کے حوالہ سے نقل کیا ہے'' والقص سنة فما زاد على قبضة قطعها''یعنی قبضہ سے زائد مقدار کو کاٹنا سنت ہے۔ لہٰذا ان عبارات سے نفسِ اعفاء کو سنت کہنا مقصود نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان عبارات میں سنت سے اصطلاحی سنت مراد نہیں، بلکہ ما ثبت بالسنۃ (وہ جو سنت سے ثابت ہو) مراد ہے، اور اس معنی میں سنت، وجوب کے منافی نہیں، کیونکہ وجوب بسا اوقات حدیث سے ثابت ہوتا ہے، نیز سنتِ اصطلاحی مراد نہ لینے کا ایک واضح قرینہ یہ بھی ہے کہ فتح القدیر، ردالمحتار، البحر الرائق، تبیین الحقائق میں درج ذیل عبارت ذکر کی گئی ہے۔

أما الأخذ من اللحية، وهي دون ذلك فلم يبحه أحد۔

اور الدرر الحکام شرح غرر الاحکام اور تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں دون القبضہ کی تصریح ہے، درر الحکام کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وأما الأخذ من اللحية، وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد
درر الحكام شرح غرر الأحكام (1 / 208):(وكذافی تنقیح الفتاوی الحامدیۃفی باب الشهادة)

لہذا اگر مسنون وغیرہ والی عبارات سے سنتِ صطلاحی مراد لی جائے، تو اس صورت میں مذکورہ بالا عبارات منطبق نہیں ہوں گی، علاوہ ازیں وجوب کو سنت سے تعبیر کرنے کی ایک نظیر یہ ہے کہ نمازِ عیدین جو کہ واجب ہے، جامع الصغیر میں اس کو سنت سے تعبیر کیا گیا ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی توجیہ ما ثبت بالسنۃ سے ذکر فرمائی ہے، چنانچہ رد المحتار (۲\۱۶۶) میں مذکور ہے۔

''وسما ها في الجامع الصغير سنة لأن وجوبها ثبت بالسنة''

لہذا فقہاء کرام رحمہم اللہ کی ان عبارات کی بناء پر مقدار قبضہ تک ڈاڑھی بڑھانے کے وجوب کی نفی نہیں کی جا سکتی۔

۴۔۔۔متقدمین حضرات کی وہ عبارات جن میں ڈاڑھی مونڈنے اور قبضہ سے کم مقدار میں کاٹنے کو حرام اور ناجائز کہا گیا ہے جیسا کہ عنوان ''مذاہب اربعہ میں ڈاڑھی کا شرعی حکم'' کے تحت تفصیل گزر چکی ہے، ڈاڑھی کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ کسی چیز کا شرعاً حرام اور ناجائز ہونا اپنی ضد کے وجوب کو ثابت کرتا ہے، جیسا کہ غیبت کرنا شرعاً حرام اور اس سے بچنا واجب اور ضروری ہے، اسی طرح ڈاڑھی کو جب مونڈنا حرام قرار دیا گیا ہے، تو اس کا بڑھانا واجب ہے۔

۵۔۔۔حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگو قدس اللہ سرہ کا کوئی فتوی ہمیں نہیں ملا، جس میں حضرت رحمہ اللہ نے ڈاڑھی بڑھانے کو مسنون فرمایا ہو، بلکہ حضرت گ ہی رحمہ اللہ نے فتاوی رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ڈاڑھی رکھنا کہاں تک جائز ہے، اور کہاں تک منع ہے۔

جواب: ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنا منع ہے، اور ایک مشت سے زائد کو اگر کاٹ دیوے تو درست ہے (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۴۸۳)

تاہم اگر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا کوئی ایسا فتوی ہے، تو اس کا حوالہ درج فرمائیں پھر ان شاء اللہ تعالی جواب دیا جائے گا۔

جہاں تک حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی عبارات کا تعلق ہے، تو اگرچہ انہوں نے اپنی ایک تحریر میں فرمایا ہے کہ ''مشت سے اتنی کم ڈاڑھی جو دور سے ممیّز نہ ہو سکے میرے خیال میں مکروہ اور ناجائز ہونے کے باوجود اس قابل نہیں کہ اس کو موجب فسق اور مکروہ تحریمی قرار دیا جائے، ہاں مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت کہہ سکتے ہیں'' ۱۳، صفر ۱۳۵۳ھ (کفایت المفتی: ج ۱۲، ص ۳۳۱)

لیکن حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں صراحۃً مشت سے کم ڈاڑھی کتروانے کو حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، چنانچہ ایک سوال کے جواب میں حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ڈاڑھی کتروانا یا منڈانا حرام ہے، کتروانے سے مراد یہ ہے، کہ اتنی کتروائے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے۔

۱۲، ربیع الاول ۱۳۵۶ھ (تخریج شدہ ایڈیشن کفایت المفتی :ج، ۱۲، صفحہ ۳۳۰)

ایک دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "۹ ڈاڑھی منڈانا اور اتنی کتروانا کہ ایک مشت سے کم رہ جائے مکروہ تحریمی ہے"، رجب ۱۳۵۵ھ (کفایت المفتی: ج، ۱۲، صفحہ ۳۲۱)

اسی طرح ایک اور فتوے میں لکھتے ہیں:

"ایک مشت سے کم کتروانے کی کوئی سند نہیں ہے، اس لئے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کو واجب قرار دیا ہے، اور اس سے کم رکھنے والے کو تارکِ واجب ہونے کی وجہ سے فاسق کہا ہے۔"

۱۱، رمضان ۱۳۵۶ھ (کفایت المفتی ۱۲\۳۲۵)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ان فتاوی سے معلوم ہوا کہ جس تحریر میں حضرت رحمہ اللہ نے قبضہ سے کم مقدار کو موجبِ فسق قرار نہیں دیا وہ محض ان کی ایک رائے کا اظہار تھا، جیسا کہ مذکورہ تحریر کے شروع میں حضرت رحمہ اللہ کی عبارت "اس مسئلہ میں میرا خیال یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانا یا منڈی ہوئی کے قریب قریب کتروانا مکروہ تحریمی یا حرام ہے۔۔۔۔الخ" سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ حضرت رحمہ اللہ کا فتوی نہیں، اس لئے ان کے فتاوی کو مذکورہ تحریر میں ذکر کردہ رائے پر ترجیح دی جائے گی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ تحریر ۱۳ صفر ۱۳۵۳ھ کے قریب قریب کسی تاریخ میں لکھی گئی ہے، جبکہ حضرت رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا فتاوی جن میں حضرت رحمہ اللہ نے ڈاڑھی بڑھانے کو واجب اور منڈانے اور کتروانے کو حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیا ہے وہ اس تحریر کے دو تین سال بعد ۱۳۵۵ھ اور ۱۳۵۶ھ میں لکھے گئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں (تخریج شدہ ایڈیشن کفایت المفتی ۱۲\۳۳۲، ۳۳۰، ۳۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت رحمہ اللہ کا اصل موقف وہی ہے جو بعد کے فتاوی میں مذکور ہے، لہذا حضرت رحمہ اللہ کی سابقہ تحریر منسوخ سمجھی جائے گی، اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ کا ڈاڑھی بڑھانے کے مسنون ہونے سے متعلق فتوی کا حوالہ درج فرمائیں، پھر ان شاءاللہ تعالی جواب دیا جائے گا۔

۷۔۔۔ہدایہ کی شرح بنایہ میں علامہ عینی رحمہ اللہ کی سوال میں ذکر کردہ عبارت ہمیں نہیں ملی۔

۸۔۔۔حدیثِ مبارکہ "عشر من الفطرۃ" میں جن دس امور کا ذکر کیا گیا ہے، یہ تمام سنت نہیں، بلکہ ان میں سے بعض واجب بھی ہیں، جیسا کہ علامہ نووی شرح النووی علی مسلم (۱۴۸/۳) میں فرماتے ہیں:

قالوا ومعناه أنها من سنن الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم وقيل هي الدين ثم إن معظم هذه الخصال ليست بواجبة عند العلماء وفي بعضها خلاف في وجوبه كالختان والمضمضة والاستنشاق ولا يمتنع قرن الواجب بغيره كما قال الله تعالى كلوا من ثمره إذا أثمر وآتوا حقه يوم حصاده والايتاء واجب والأكل ليس بواجب

نیز ڈاڑھی کے وجوب کا ثبوت اس حدیث سے نہیں، بلکہ ان احادیث سے ہے، جن میں صراحۃً صیغہ امر کے ساتھ ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے "اعفوااللحی" و" وفروا اللحی" وغیرہ، اور صیغہ امر سے بغیر کسی قرینہ کے عام طور پر وجوب ثابت ہوتا ہے، اس کے علاوہ دوسرے تمام وہ وجوہ ڈاڑھی کے بڑھانے کے وجوب کا سبب ہیں، جن کی تفصیل جواب کے شروع میں ذکر کی گئی ہے۔۔۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد نعمان خالد عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۹، صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
۲۔ جنوری۔ ۲۰۱۴ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح
بارک اللہ فی علمہ وعملہ
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۱۴۳۵/۲/۲۹ھ

الجواب صحیح
۱۴۳۵/۳/۳ھ

الجواب صحیح
۱۴۳۵/۳/۱۲ھ